سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے

صحابہؓ

طالب الہاشمی

حضرت حسیل الیمانؓ

حضرت حسیل الیمانؓ

اہلِ سِیَر نے حضرت حسیل الیمانؓ کا نام تین طریقوں سے لکھا ہے، حِسیل (بروزنِ حسین)، حِسِیل (بروزنِ قتیل) اور حسل۔ ان کی کنیت ''ابو حذیفہ'' پر سب اربابِ سِیَر کا اتفاق ہے۔ حضرت ابوحذیفہ حسیلؓ کا تعلق غطفان کے خاندان عبس سے تھا۔ سلسلۂ نسب یہ ہے:

حسیلؓ بن جابر بن عمرو بن ربیعہ بن فرودہ بن حارث بن مازن بن قطیعہ بن عبس ——

حافظ ابنِ عبد البرؒ نے ''الاستیعاب'' میں لکھا ہے کہ حسیلؓ کے دادا کا نام یمان تھا اس لیے وہ بھی یمان کے لقب سے مشہور ہوگئے۔ اس کی شہرت کا سبب یہ ہے کہ انھوں (حسیل کے دادا یا بہ روایتِ خود حسیلؓ) نے اپنے قبیلہ کے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا اور بھاگ کر مدینہ آ گئے تھے۔ یہاں انھوں نے بنی عبد الاشہل سے حلیفانہ تعلق قائم کر لیا اور اسی خاندان کی ایک خاتون ربابؓ بنتِ کعب (بن عدی بن عبد الاشہل) سے نکاح کر لیا۔ چوں کہ یمنی تھے اس لیے ان کے حلیف انھیں الیمان کہنے لگے۔

حضرت حسیلؓ کے قبولِ اسلام کے متعلق دو روایتیں ہیں۔ ایک روایت ہے کہ وہ اپنے فرزند حضرت حذیفہؓ کے ساتھ ہجرتِ نبوی سے قبل شرفِ ایمان سے بہرہ ور ہوئے۔ بہ قول ابنِ اثیرؒ حضرت حذیفہؓ ہجرت سے پہلے مکہ پہنچے اور سرورِ عالم ﷺ سے ہجرت اور نصرت کے بارے میں دریافت کیا۔ حضورؐ نے ان کے لیے ہجرت کے بہ جائے نصرت تجویز کی۔ دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت حسیلؓ، ان کی اہلیہ رباب بنت کعبؓ اور دو فرزندوں حذیفہؓ اور صفوانؓ نے ہجرت کے بعد (حضورؐ کے مدینہ میں رونق افروز ہونے کے فوراً بعد) اسلام قبول کیا۔

صحیح مسلم میں ہے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر حضرت حسیلؓ اپنے فرزند حضرت حذیفہؓ کے

ہم راہ غزوہ میں شریک ہونے کے لیے نکلے۔ اتفاق سے راستہ میں مشرکین قریش کے ہاتھ پڑ گئے۔ انھوں نے کہا، تم شاید محمد (ﷺ) کے پاس جا رہے ہو ہم تمھیں ایسا کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دیں گے۔ حضرت حسیلؓ نے کہا، ہم مدینہ جاتے ہیں اس پر تم کو کیا اعتراض ہے؟ مشرکین نے کہا، اچھا تو قسم کھاؤ کہ لڑائی میں (محمدؐ کی حمایت میں) شریک نہ ہوگے۔ دونوں نے طوعاً وکرہاً لڑائی میں شریک نہ ہونے کا وعدہ کرلیا۔ اس پر کفّار نے انھیں رہا کر دیا۔ رہائی کے بعد بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوکر سارا ماجرا عرض کیا۔ حضورؐ نے فرمایا، اپنے عہد پر قائم رہو اور گھر واپس جاؤ۔ باقی رہی فتح ونصرت تو وہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور ہم اسی سے طلب کریں گے۔

غزوۂ احد (۳ ہجری) میں حضرت حسیلؓ اپنے فرزند حضرت حذیفہؓ کے ساتھ مشرکین سے لڑنے کے لیے نکلے۔ حضورؐ نے حضرت حسیلؓ کا ضعف دیکھا تو آپؐ نے انھیں ایک دوسرے ضعیف العمر بزرگ حضرت ثابت بن وقشؓ کے ساتھ عورتوں اور بچوں کے پاس ایک بلند ٹیلے پر (یا ایک قلعے میں) بٹھا دیا۔ حافظ ابن عبد البرؒ نے ''اِصابہ'' میں لکھا ہے کہ حضورؐ نے ان دونوں کو عورتوں اور بچوں کی حفاظت پر مامور فرمایا۔ میدانِ کارزار گرم ہوا تو دونوں بزرگوں کو جوشِ جہاد نے بے تاب کر دیا۔ ایک نے دوسرے سے کہا لا اب لک (کلمۂ غیرت یعنی تیرا باپ مرے) ہم یہاں کیوں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں آج نہ مرے کل مرے چلو اللہ کی راہ میں لڑیں شاید اللہ تعالیٰ نعمتِ شہادت نصیب کرے۔ چناں چہ دونوں بزرگ تلواریں سونت کر میدانِ وغا میں پہنچ گئے۔ حضرت ثابت بن وقشؓ کو مشرکین نے شہید کر دیا۔ حضرت حسیلؓ کو مسلمان افراتفری کے عالم میں پہچان نہ سکے اور ان پر تلواریں مارنے لگے۔ حضرت حذیفہؓ ہر چند پکارتے رہے ''یہ میرے والد ہیں، یہ میرے والد ہیں'' لیکن لڑائی کے ہنگامے میں کسی نے ان کی نہ سنی اور حضرت حسیلؓ مسلمانوں کے ہاتھوں جامِ شہادت پی کر جنت الفردوس میں پہنچ گئے۔

حضرت حذیفہؓ کو والدِ گرامی کی شہادت کا صدمہ تو بہت ہوا لیکن انھوں نے بڑے صبر سے کام لیا اور ''یغفر اللّٰہ لکم'' (اللہ تم لوگوں کی مغفرت فرمائے) یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔ سرورِ عالم ﷺ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے حضرت حذیفہؓ کو بلا کر بہت افسوس کا اظہار فرمایا اور جیبِ خاص سے حضرت حسیل شہیدؓ کی دیت عطا فرمائی، لیکن حضرت ابو حذیفہؓ کی حمیت نے

اسے لینا گوارا نہ کیا اور انھوں نے اسے مساکین پر صدقہ کر دیا۔ حضورؐ نے ان کے جذبۂ خیر کی تحسین فرمائی۔

ایک روایت میں ہے کہ حضورؐ نے یہ واقعہ سنا تو فرمایا کہ قاتل اور مقتول دونوں ماجور و مثاب ہیں (دونوں کو جہاد کا اجر و ثواب ملے گا)۔

حافظ ابنِ حجرؒ کا بیان ہے کہ حضرت رباب بنتِ کعبؓ کے بطن سے حضرت حسیلؓ کے پانچ بچے پیدا ہوئے۔ حذیفہؓ، سعد، صفوانؓ، مدلج اور لیلیٰ۔ ان میں سے صرف حضرت حذیفہؓ اور حضرت صفوانؓ کو قبولِ اسلام کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت حذیفہؓ کو بارگاہِ نبوی میں درجۂ تقرب حاصل ہوا اور وہ ''صاحب السِرّ'' (رسول اللہ ﷺ کے رازداں) کے لقب سے مشہور ہوئے۔ ان کا شمار اکابر صحابہ میں ہوتا ہے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ